سلسلہ تقاریر "تعارفِ الکتاب"

ڈاکٹر اسرار احمد

یَعْتَذِرُوْنَ ۱۱

نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم   بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یَعْتَذِرُوْنَ اِلَیْکُمْ اِذَا رَجَعْتُمْ اِلَیْھِمْ ؕ قُلْ لَّا تَعْتَذِرُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَکُمْ قَدْ نَبَّاَنَا اللّٰہُ مِنْ اَخْبَارِکُمْ ؕ وَسَیَرَی اللّٰہُ عَمَلَکُمْ وَرَسُوْلُہٗ ثُمَّ تُرَدُّوْنَ اِلٰی عٰلِمِ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ فَیُنَبِّئُکُمْ بِمَا کُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ٥ (التوبہ: ۹۴)

قرآن مجید کا گیارہواں پارہ "یَعْتَذِرُوْنَ" کے نام سے موسوم ہے۔ اس میں اولاً سورۃ توبہ کی بقیہ چھتیس آیات شامل ہیں، پھر پوری سورۃ یونس اور آخر میں سورۃ ہود کی صرف پانچ آیات ہیں۔ سورۃ توبہ کے بارے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ یہ رجب ۹ ھ میں غزوۂ تبوک کے موقع پر نازل ہوئی۔ بعض آیات آغازِ سفر سے قبل نازل ہوئیں، کچھ دورانِ سفر نازل ہوئیں اور کچھ واپسی پر۔ یہ غزوہ انتہائی ناساعد حالات میں پیش آیا۔ ایک تو وقت کی عظیم ترین عسکری قوت یعنی سلطنتِ روما سے ٹکراؤ تھا، پھر انتہائی سخت گرمی کا موسم تھا، قحط کا عالم تھا، مسلمانوں کی بے سروسامانی کی کیفیت تھی۔ لہٰذا یہ صورتِ حال مسلمانوں کے ایمان کے لیے ایک بہت بڑی آزمائش بن گئی اور منافقین کے نفاق کا پردہ چاک ہو گیا۔ یہی وجہ ہے کہ اس سورۃ مبارکہ میں منافقین کے بارے میں سخت ترین بات وارد ہوئی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا گیا: اِسْتَغْفِرْ لَھُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَھُمْ سَبْعِیْنَ مَرَّۃً فَلَنْ یَّغْفِرَ اللّٰہُ لَھُمْ (التوبہ: ۸۰) یعنی: "اے نبیؐ! آپ ان کے لیے خواہ استغفار فرمائیں خواہ نہ فرمائیں، اگر آپ ان کے لیے ستر دفعہ بھی استغفار کریں گے تب بھی اللہ ان کو معاف نہیں فرمائے گا۔"

اس سورۃ مبارکہ کا جو حصّہ اس پارہ میں شامل ہے اس میں منافقین کے بالکل برعکس اہلِ

ایمان کے طرزِ عمل کی تعبیر ان مبارک الفاظ میں کی گئی ہے: اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَنْفُسَھُمْ وَاَمْوَالَھُمْ بِاَنَّ لَھُمُ الْجَنَّۃَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ فَیَقْتُلُوْنَ وَیُقْتَلُوْنَ۔ (التوبہ:۱۱۱) یعنی "اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان سے ان کی جانیں اور مال جنت کے عوض خرید لیے ہیں، وہ اللہ کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور قتل کرتے بھی ہیں اور قتل ہوتے بھی ہیں"۔ یعنی اہلِ ایمان اللہ کے لیے، اس کے دین کی سربلندی کے لیے نہ اپنی جان سے دریغ کرتے ہیں نہ اپنے مال سے، اس لیے کہ وہ تو پہلے ہی اللہ کے ہاتھ اپنی جانیں اور مال فروخت کر چکے ہیں۔ اب ان کے پاس یہ جان اور مال اللہ کی امانت ہے کہ جب بھی اللہ چاہے اور اس کے دین کا تقاضا ہو اسے حاضر کر دیں اور اللہ کی جناب میں سرخرو ہو جائیں اور سبکدوش ہو جائیں۔ اس سورۂ مبارکہ کے اختتام پر ایک بڑی عظیم آیت وارد ہوئی ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے بعثتِ محمدی علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی شکل میں امتِ مسلمہ پر جو احسانِ عظیم فرمایا ہے اس کا ذکر ہوا: لَقَدْ جَآءَکُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْہِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْکُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (التوبہ:۱۲۸) یعنی "اے مسلمانو! تمہارے پاس آ گئے ہیں ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جو تم ہی میں سے ہیں، جن پر بہت شاق گزرتی ہے ہر وہ چیز جو تمہارے لیے باعثِ تکلیف ہو اور جو تمہارے لیے ہر خیر اور بھلائی کے انتہائی خواہاں ہیں اور تمہارے حق میں رؤف رحیم ہیں"۔

سورۂ توبہ کے بعد گیارہویں پارے میں سورۂ یونس اور اس کے بعد سورۂ ہود وارد ہوئی ہیں۔ یہ دو مکی سورتیں بھی ایک انتہائی حسین و جمیل جوڑے کی صورت میں ہیں اور ان کے مابین بھی وہی نسبت ہے جو پہلے سورۃ الانعام اور سورۃ الاعراف میں تھی۔

سورۂ یونس میں زیادہ تر آفاق و انفس کی شہادتوں سے توحید کی دعوت دی گئی ہے، معاد کا اثبات کیا گیا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان کی دعوت دی گئی ہے، جبکہ سورۂ ہود میں زیادہ زور انبیاء و رسل کے حالات و واقعات اور جن امتوں اور قوموں کی طرف رسول بھیجے گئے ان کے انحراف و انکار کی پاداش میں ان پر جو عذابِ ہلاکت نازل ہوا اس کی تفصیلات بیان کی گئی ہیں۔ سورۂ ہود کے بارے میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "شَیَّبَتْنِیْ ھُوْدٌ وَاَخَوَاتُھَا" یعنی "مجھے سورۂ ہود اور اس کی ہم مضمون سورتوں نے بوڑھا کر دیا ہے"۔ اس لیے کہ ان سورتوں میں بالکل انداز ایسا ہے کہ جیسے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہلِ عرب کو آخری وارننگ دی جا رہی ہو اور

اب بھی اگر وہ ایمان نہ لائے تو عذاب الٰہی کا بند بالکل ٹوٹنے والا ہے۔ اس صورت حال کی وجہ سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سخت صدمہ سے دوچار تھے۔ ان دونوں سورتوں میں قرآن مجید کی اہمیت پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ دونوں کا آغاز ہوا اس بات کی وضاحت سے کہ یہ قرآن مجید کمال حکمت کی حامل کتاب ہے۔ سورۂ یونس کے آغاز میں فرمایا گیا: الٓرٰ قف تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ (آیت نمبرا) "یہ حکمت والی کتاب کی آیتیں ہیں" اور سورۂ ہود کا آغاز ہوا: الٓرٰ قف كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ٥ "یہ ایک ایسی کتاب ہے جس کی آیات پہلے محکم کی گئیں، پھر ان کی تفسیر کی گئی اس ہستی کی طرف سے جو حکیم بھی ہے اور خبیر بھی"۔

اس کے بعد ان دونوں سورتوں میں قرآن حکیم کے بارے میں کفار کو چیلنج دیا گیا کہ اگر تمہارا یہ گمان ہے کہ یہ کتاب ہمارے رسولؐ نے خود اپنی طرف سے گھڑ کر تصنیف کر لی ہے تو تم بھی ایسی کچھ سورتیں تصنیف کر کے لے آؤ۔ چنانچہ سورۂ ہود میں فرمایا: اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ط قُلْ فَاْتُوْا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهٖ مُفْتَرَيٰتٍ (ہود: ۱۳) یعنی "کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ قرآن کو خود (محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے) تصنیف کر لیا ہے تو ان سے کہیے کہ قرآن جیسی دس سورتیں تم بھی تصنیف کر کے لے آؤ"۔ یہ چیلنج سورۂ یونس میں اپنی انتہا کو پہنچ گیا جہاں دس سورتوں کی بجائے یہ فرمایا گیا کہ ایک ہی سورت اس جیسی بنا کر لے آؤ۔ ساتھ ہی یہ بات بھی واضح کی گئی کہ مشرکین اور کفار کو اصل عداوت و دشمنی قرآن مجید سے ہے، جیسے کہ اس سے پہلے سورۃ الانعام میں بھی یہ الفاظ وارد ہو چکے ہیں کہ "اے نبیؐ آپ غمگین نہ ہوں، کفار آپ کو جھوٹا نہیں کہہ رہے ہیں بلکہ یہ تو اللہ کی آیات کا انکار کر رہے ہیں"۔ یہاں بھی فرمایا گیا کہ ان کا مطالبہ یہ ہے: ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ط (یونس: ۱۵) یعنی "اے محمدؐ اس قرآن کے سوا کوئی اور قرآن لے کر آؤ یا اس میں کچھ ترمیم کر دو"۔ ارشاد ہوا: اے نبیؐ جواب میں فرمائیے: مَا يَكُوْنُ لِيْٓ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِيْ ج "میرے لیے بالکل ممکن نہیں ہے کہ میں اپنے جی سے اس میں ترمیم کر سکوں"۔ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ "میں تو خود پابند ہوں اس کا جو میری طرف وحی کیا جا رہا ہے"۔ چنانچہ اس حکم پر سورۂ یونس کا اختتام بھی ہوتا ہے: وَاتَّبِعْ مَا يُوْحٰٓى اِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتّٰى يَحْكُمَ اللّٰهُ ج وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ع (یونس: ۱۰۹) یعنی "اے نبیؐ اتباع کیجیے اس کی (پیروی کیجیے، مضبوطی سے تھامے رکھیے اس کو) جو آپ کی طرف وحی کیا جا رہا ہے اور صبر کیجیے (انتظار فرمائیے) یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم سنا دے۔ اور وہ تمام حاکموں سے بڑھ کر حاکم ہے (سب سے بڑھ کر عدل اور انصاف سے کام لینے والا ہے")۔

سورۂ یونس میں ایک اور اہم مضمون وارد ہوا ہے جو ایمان حقیقی کے ثمرات سے متعلق ہے۔ وہ مومن حقیقی جو اللہ کے ولی، اللہ کے دوست، اللہ کے ساتھی بن جاتے ہیں ان کی کیفیت یہ ہے کہ اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡہِمۡ وَلَا ہُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ (یونس: ۶۲-۶۳) "آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کے دوستوں کے لیے نہ کوئی خوف ہے اور نہ حزن یعنی وہ جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کی روش اختیار کی"۔ معلوم ہوا کہ ولایتِ الٰہی درحقیقت ایمانِ حقیقی اور تقویٰ کا ہی نام ہے اور اس کا حاصل یہ ہے: لَہُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ (یونس: ۶۴) "ان کے لیے بشارتیں ہی بشارتیں ہیں (خوشخبریاں ہی خوشخبریاں ہیں) دنیا کی زندگی میں بھی اور آخرت کی زندگی میں بھی"۔ یہی وہ مضمون ہے جو قرآن مجید میں ایک اور مقام پر بایں الفاظ آیا ہے: اِنَّ الَّذِیۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰہُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَیۡہِمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ کُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ ○ (حم السجدہ: ۳۰) "یقیناً جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے، پھر اس پر ثابت قدم رہے تو ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (یہ کہتے ہوئے) کہ نہ تم خوف کھاؤ اور نہ غمگین ہو، اور خوشخبری حاصل کرو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا"۔

یہ ایمانِ حقیقی کے ثمرات ہیں کہ انسان اس دنیا میں بھی خوف اور غم سے نجات حاصل کر لیتا ہے اور آخرت میں بھی اسے ان دونوں چیزوں سے نجات مل جاتی ہے، جیسا کہ فرمایا علامہ اقبال مرحوم نے ؎

بُروں کشید ز پیچاکِ ہست و بود مرا
چہ عقدہ ہا کہ مقامِ رضا کشود مرا (زبورِ عجم)

گویا اگر کوئی بندہ اپنے رب کی مرضی پر راضی ہو جائے تو اس کے لیے اس دنیا میں نہ کوئی خوف ہے نہ غم۔

واٰخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین ○

بقیہ : حرفِ اول

ان شاء اللہ یکم اکتوبر سے ہو گا۔ ان سطور کی وساطت سے ہم قارئین کو دعوت دیتے ہیں کہ جن احباب کے لئے بھی ممکن ہو وہ ابتدائی دینی تعلیم کے حصول کے لئے بالخصوص قرآن حکیم کا فہم حاصل کرنے کی خاطر اس کورس میں داخلے کے لئے ایک سال فارغ کرنے کے بارے میں سنجیدگی سے غور کریں اور جو مہلت عمر انہیں ملی ہے اس سے فائدہ اٹھانے سے دریغ نہ کریں۔ ○○